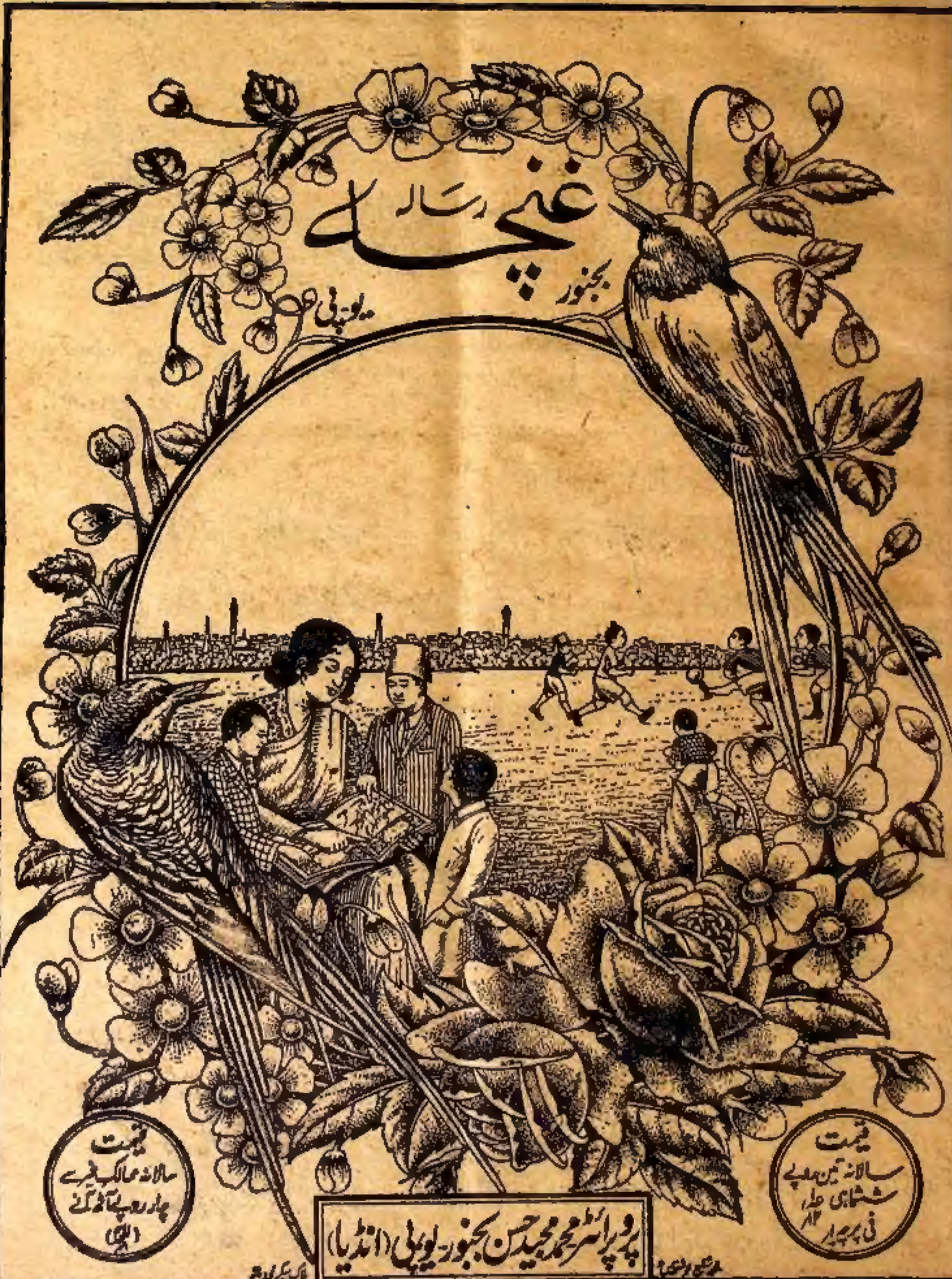

رسالہ
غنچہ
بجنور
یوپی
قیمت
سالانہ ممالک غیر سے
چار روپے آٹھ آنے
قیمت
سالانہ تین روپے
ششماہی ۲؍
فی پرچہ ۴؍
پروپرائٹر محمد مجید حسن بجنور۔ یوپی (انڈیا)



غنچہ ہفتہ وار بجنور

یو۔پی

ایڈیٹر۔ شبیر بیگ (بریلوی)

نمبر ۳۸ | بجنور یوم جمعہ ۸ اکتوبر ۱۹۴۳ء مطابق ۷ شوال المکرم ۱۳۶۲ھ ہجری | جلد ۲۲

بوجھو تو جانیں

(۱) آب رنگیں، حوض سنگین، مار اچھا گل خندا

(۲) کاجل کی کجلوٹی اور دوں کا سنگار

ہری ڈال پر مینا بیٹھی کوئی ہو بوجھن ہار

(۳) جب سے میں پیدا ہوا ہوں قتل کی تدبیر ہے

بھاگ کر جاؤں کہاں میں پیر میں زنجیر ہے

کھال کو چیریں گے کپڑوں کو پھاڑیں گے

دشمنِ جاں لہو کو پی لیں گے

(۴) ایک جانور اصلی جس کے ہڈی نہ پسلی

(۵) دلّی دیکھی، آگرہ دیکھا اور دیکھا گجرات

ایسا اچنبھا کہیں نہ دیکھا پھل اوپر دو پات

(۶) ایک چیز کو دیکھکر مجھکو اچنبھا ہوئے

دھوپ میں ہرا ہو چھائیں میں کملائے

(۷) سر پہ کنوں ہاتھ میں رسّی بغل میں گھڑا

کہو پنہاری پانی کیسے بھرا

(۸) ہری ڈنڈی سبز دانہ۔ وقت پڑے تو مانگ کھانا

(از سید قمر احمد سسوانی)

پہلے خود سوچئے اس کے بعد جوابات صفحہ ۱۱ پر ملاحظہ فرمائیے

سب سے چھوٹی کتاب

دنیا میں سب سے چھوٹی کتاب شاہ چارلس پنجم کی جو آٹھ ہزار روپیہ میں فروخت ہوئی تھی اس میں کل ۴۰ صفحے تھے جن کی لمبائی ایک انچہ تھی۔

عجیب دار الحکومت

سیام کا دار الحکومت بنکاک بجائے خشکی کے سمندر پر آباد ہے اس شہر میں ۷ ہزار مکانات ہیں اور ہر عمارت بانس کی ایک کشتی پر تیرتی رہتی ہے۔

گوشت کا کرشمہ

جاپان میں تجربہ کیا گیا ہے کہ جب سے جاپانی سپاہیوں کی غذا میں گوشت شامل کیا گیا ہے اس وقت سے انکا قد پہلے سے دو انچ

سندباد جہازی

(بسلسلہ گذشتہ)

جوں جوں میں اس کے قریب ہوتا گیا مجھے بادیہ کی طرح کوئی بہت بڑی سفید چیز نظر آنے لگی اتنی بڑی کہ اس سے پہلے میں نے کوئی چیز اتنی بڑی نہیں دیکھی تھی۔ جب میں بالکل اس کے پاس پہنچ گیا تو میں نے اس کو چھوا۔ چھونے سے وہ چیز بہت چکنی معلوم ہوئی۔ میں اس کے چاروں طرف گھوم کر دیکھنے لگا کہ شاید اس میں کسی طرف منہ ہو۔ مگر وہ بالکل بند تھی۔ چونکہ یہ چیز بہت چکنی اور ہموار تھی اس لئے اس کے اوپر چڑھنے کا کوئی موقعہ نہیں تھا۔

دن چھپنے کے قریب ہوگیا تھا میں نے دیکھا کہ یکایک آسمان پر اتنا اندھیرا ہوگیا جیسے کہ بہت گہرا بادل آگیا ہو۔ اچانک اندھیرا ہوجانے سے مجھے بڑی حیرت ہوئی مگر جب میں نے دیکھا کہ یہ اندھیرا ایک بہت بڑے قد کی چڑیا کی وجہ سے ہوا ہے جو اڑتی ہوئی میری طرف آرہی ہے تو میری حیرت اور پریشانی اور بھی بڑھ گئی۔

میں نے ایک پرند رُخ کا نام سُنا تھا۔ اس کا خیال آتے ہی میں نے سمجھ لیا کہ یہ رُخ ہے اور یہ سفید بڑی چیز جسے میں بہت دلچسپی سے دیکھ رہا تھا اس کا انڈا ہے۔ چنانچہ چڑیا نیچے اُتری اور سینے کے لئے انڈے پر بیٹھ گئی۔ جونہی میں نے اُسے آتے دیکھا رینگتے رینگتے انڈے کے قریب ہوگیا، یہاں تک کہ میرے سامنے چڑیا کی ایک ٹانگ آگئی۔ جو اتنی بڑی اور موٹی تھی جتنا کہ کسی درخت کا تنا۔ میں نے کیا کیا کہ صافہ پر چاروں طرف جو کپڑا لپٹا ہوا تھا اُسے اُتارا۔ اور اپنے آپ کو اس کے پیر سے باندھ لیا تاکہ رُخ جب دوسرے دن صبح کو اُڑکر جائیگا تو اس ویران جزیرہ سے مجھے بھی اپنے ساتھ لیجائیگا۔ اتفاق سے ہر بات ٹھیک میری خواہش کے مطابق ہوگئی۔ دوسرے دن سویرا ہوتے ہی چڑیا اُڑ گئی اور میں اُس کے پیر سے بندھا ہوا اس کے ساتھ اتنا اونچا ہوگیا کہ مجھے زمین بھی نظر نہیں آتی تھی۔ اس کے بعد وہ اتنی پھرتی سے نیچے اُتری کہ میرے ہوش و حواس جاتے رہے۔ جب مجھے معلوم ہوا کہ زمین پر ہوں تو میں نے کپڑے کی گرہ کھول دی، جونہی میں نے گرہ کھولی کہ چڑیا اپنی چونچ میں ایک بہت بڑے اژدہے کو لیکر پھر اُڑ گئی۔

رُخ نے جس جگہ مجھے لیجاکر چھوڑا تھا وہ بہت گہری وادی تھی جس کے چاروں طرف پہاڑ ہی پہاڑ تھے پہاڑ اتنے اونچے تھے کہ بادلوں سے بھی اونچے معلوم ہوتے تھے پھر چاروں طرف چٹانیں اتنی ڈھالو تھیں کہ وادی میں سے نکلنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی تھی۔

میں نے وادی میں چلکر دیکھا تو زمین پر بہت بڑی تعداد میں ہیرے پڑے تھے جن میں سے بعض بہت بڑے تھے۔ ہیرے دیکھکر بہت زیادہ خوش ہوا، مگر میں نے جلد ہی یہ بھی دیکھا کہ وادی کے غاروں میں اِدھر اُدھر بہت بڑے بڑے اژدہے ہیں اتنے بڑے اور موٹے کہ ان میں سے جو کم سے کم موٹا اور بڑا تھا وہ بھی ہاتھی کو نگل سکتا

تھا۔ یہ دیکھکر میری تمام خوشی رفوچکر ہوگئی۔ دن کے وقت اژدہے غاروں میں چھپے رہتے تھے تاکہ رُخ سے محفوظ رہیں جو اُن کا جانی دشمن ہے، اور جب تک رات نہ ہو جاتی تھی باہر نہ نکلتے تھے۔

دن بھر میں نے وادی میں اِدھر اُدھر گھوم کر گذارا۔ تھک جاتا تو کوئی جگہ دیکھکر آرام کر لیتا، پھر چلنے لگتا۔ آخرکار تھوڑا سا کھانا کھانے کے بعد مجھے نیند آگئی۔ لیکن ابھی مشکل سے میری آنکھیں بند ہوئی تھیں کہ میرے پاس دھڑ سے کوئی چیز گری جس سے میں پھر جاگ گیا۔ یہ تازہ گوشت کا ایک بہت بڑا ٹکڑا تھا۔ پھر میں نے دیکھا کہ چٹانوں سے دوسری جگہ بھی ایسے ہی ٹکڑے گرے۔

جب کبھی جہازرانوں اور دوسرے لوگوں کی زبان سے ہیروں کی وادی یا ہیروں کو حاصل کرنے کی ترکیبوں کا حال سنتا تھا تو مجھے یہ باتیں افسانہ معلوم ہوتی تھیں۔ لیکن اب مجھے معلوم ہوا کہ یہ سب سچے ہیں۔ تاجر وہاں اس زمانہ میں جاتے تھے جبکہ عقاب کے بچے نکلتے ہیں اور وہاں وہ گوشت کے بڑے بڑے ٹکڑے وادی میں پھینکتے تھے تاکہ جب ہیروں پر گریں تو اُن کی نوکیں گوشت میں گھس جائیں۔

اس ملک کے عقاب جو دوسرے ملکوں کے عقابوں سے بہت طاقتور ہوتے ہیں، گوشت کے ان ٹکڑوں پر جھپٹتے ہیں اور انھیں اُٹھا کر پہاڑ کی چوٹی پر اپنے گھونسلوں میں بچوں کو کھلانے کے لئے لیجاتے ہیں تو تاجر اُن کے گھونسلوں کی طرف دوڑتے ہیں، عقابوں کو شور مچا کر ڈراتے ہیں اور اس طرح گوشت کے ٹکڑے ان سے چھڑا کر ان میں جو ہیرے لگے ہوتے ہیں نکال لیتے ہیں۔

یہ ہے وہ ترکیب جس سے اس وادی کے ہیرے دستیاب ہوتے ہیں جو اونچی اونچی چٹانوں سے ایسی بند ہے کہ کسی کا بھی اس میں گذر نہیں۔

میں نے وادی میں جتنے بڑے بڑے ہیرے دیکھے سب جمع کر لئے اور چمڑے کے اس تھیلے میں جس میں کھانا رکھتا تھا بھر لئے۔ اس کے بعد میں نے گوشت کا سب سے بڑا ٹکڑا لیا اور صافہ کے کپڑے سے اُسے کمر سے باندھ لیا اور مُنہ نیچے کر کے زمین پر اُلٹا لیٹ گیا۔ ہیروں کا تھیلا کمر سے خوب کس لیا تھا تاکہ کہیں گر نہ جائے۔

میں لیٹا ہی تھا کہ عقاب آگئے۔ ہر ایک گوشت کا ایک ایک ٹکڑا لیکر اُڑ گیا اور اُن میں سے ایک نے پیٹھ پر بندھے ہوئے گوشت کی وجہ سے مجھے اُٹھا لیا اور اپنے گھونسلوں میں لے گیا۔

تاجروں نے عقابوں کو گوشت لیجاتے دیکھکر شور مچانا شروع کیا۔ جب اُنھوں نے عقابوں سے گوشت چھڑا لیا تو ایک تاجر اس گھونسلے میں بھی پہنچ گیا جہاں میں تھا۔ وہاں اس کی نظر مجھ پر جو پڑی تو بہت حیران ہوا لیکن بجائے یہ پوچھنے کے کہ میں وہاں کیسے پہنچا اس نے مجھ سے لڑنا شروع کر دیا اور کہنے لگا کہ تم نے میرے ہیرے کیوں چُرائے۔ میں نے کہا تم لڑو مت، میرے پاس اتنے ہیرے ہیں کہ

میرے اور تمہارے دونوں کے لئے کافی ہوں گے اور یہ تمام تاجروں کے کُل ہیروں سے بھی زیادہ ہوں گے۔ انھیں تو اتفاق سے مل جاتے ہیں مگر میں نے اپنے لئے چُن چُن کر سب سے اچھے لئے ہیں۔ اس کے بعد میں نے اسے ہیرے دکھائے۔

میں نے ابھی بات بھی ختم نہیں کی تھی کہ دوسرے تاجروں کا غول کا غول بھی آ گیا اور ہمارے چاروں طرف کھڑا ہو گیا۔ وہ بھی مجھے دیکھکر بہت حیرت زدہ ہوئے اور جب میں نے انھیں اپنی داستان سُنائی تو اُنھیں بہت ہی تعجب ہوا۔ وہ مجھے اپنی قیام گاہ پر لے گئے۔ میں نے اپنا تھیلا کھولا۔ میرے ہیروں کا سائز اور وزن دیکھکر اُن کی آنکھیں کُھلی کی کُھلی رہ گئیں، کہنے لگے کہ ہم نے اتنے بڑے ہیرے کبھی نہیں دیکھے۔

یہ تاجر وادی میں کئی روز سے متواتر گوشت کے ٹکڑے پھینک رہے تھے اور اُن میں سے جس کو جو ہیرا بھی مل گیا تھا اس پر بہت خوش تھا۔ دوسرے دن صبح کو ہم سب وہاں سے ساتھ روانہ ہوئے، اور ایک بہت بڑے پہاڑی سلسلے سے گذرے جہاں ہم نے بہت سے اژدھے دیکھے۔ قسمت اچھی تھی کہ ان سے بچکر نکل گئے۔ اس کے بعد پہلا بندرگاہ جو ہمیں ملا ہم جہاز میں سوار ہو گئے

بندرگاہ سے روانہ ہونے سے پہلے میں نے کچھ ہیروں کے بدلے میں کچھ اور سامان لیا، راستہ میں بہت سے بندرگاہوں سے گذرتے ہوئے بالسورا بندرگاہ پہنچ گئے جہاں سے میں بغداد واپس آ گیا۔ یہاں آ کر میں نے کچھ روپیہ غریبوں کو تقسیم کیا اور باقی اس بڑی دولت کے ساتھ جو میں اپنے ساتھ لایا تھا اور جو اپنے خطروں اور دشواریوں کے بعد ملی تھی آرام سے رہنے لگا۔ (باقی آئندہ)

جنگ کے ڈھنگ

سمندری بیڑہ

آجکل کی ہر بڑی لڑائی میں سمندری بیڑہ کو خاص درجہ حاصل ہے۔ اُن ملکوں کے لئے جو چاروں طرف سے پانی سے گھرے ہوئے ہیں سمندری بیڑہ سب کچھ ہے۔ اگر اُن کا سمندری بیڑہ مضبوط ہے تو وہ دشمن کے حملہ سے محفوظ بھی رہ سکتے ہیں اور خود بھی اسے نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ اور اگر اُن کا سمندری بیڑہ کمزور ہے اور دشمن کا سمندری بیڑہ مضبوط، تو دشمن اُنھیں ہر طرح نقصان پہنچا سکتا ہے۔ سمندری بیڑہ کی مدد سے ایک ملک اپنے دشمن کی تجارت بند کر سکتا ہے اور اپنے لئے دوسرے ملکوں سے لے آنے اور سامان لیجانے کے راستے کُھلے رکھ سکتا ہے۔

لڑائی کے زمانہ میں ہر ملک کے سمندری جنگی بیڑہ کا ایک خاص کام ہوتا ہے کہ وہ اپنے تجارتی جہازوں کی دشمن کے جہازوں سے حفاظت کرتا ہے۔ اس کے تین طریقے ہیں۔

(۱) اپنے بندرگاہوں کے قریب جنگی جہازوں کا پہرہ تاکہ دشمن کے جہاز وہاں تک نہ پہنچ سکیں

(۲) اپنے تجارتی جہازوں کے ساتھ جنگی جہاز ساتھ

کردینا۔ اس کو انگریزی میں "کنوائے سسٹم" کہتے ہیں۔

(۳) دشمن کے لوٹ مار کرنے والے جہازوں کی روک تھام کرنا۔

(برطانیہ، دشمن سے بچنے کے لئے ان تین طریقوں پر عمل کر رہا ہے اور اُسے کامیابی ہو رہی ہے)۔

کسی ملک پر سمندری بیڑہ کی مدد سے حملہ کرنے کے دو طریقے ہیں:۔

(۱) سمندری جہازوں کی مدد سے دشمن کے ملک میں اپنی فوجیں اتار دینا یا اُس ملک پر گولہ باری کرنا۔

(۲) دشمن کی سمندری تجارت اپنے جنگی جہازوں کی مدد سے روک دینا۔ اس طریقہ کو "تجارتی ناکہ بندی" کہتے ہیں۔

سمندری لڑائی کیسے لڑی جاتی ہے

جس ملک کے پاس سمندری جہازوں کے ساتھ ساتھ ہوائی بیڑہ بھی اچھا ہے اُس کو دشمن بہت کم نقصان پہنچا سکتا ہے۔ اگرچہ اس لڑائی میں جنگی ہوائی جہاز بہت کام دکھاتے ہیں مگر سمندری بیڑہ جو کام کر سکتا ہے ہوائی بیڑہ وہ کام نہیں کر سکتا۔ مثلاً ایک ملک سے دوسرے ملک تک مختلف قسم کا سامان، فوجیں اور فوجی گاڑیاں وغیرہ جس کثرت اور آسانی سے سمندری جہاز ایک جگہ سے دوسری جگہ تک لیجا سکتے ہیں وہ بات ہوائی جہازوں کے بس کی نہیں۔

سمندری جنگی جہازوں کا خاص ہتھیار ان کی توپیں ہیں۔ توپیں مختلف سائزوں کی ہوتی ہیں لیکن ابھی تک ۱۸۔ انچ کے دہانہ سے بڑی توپ نہیں بنائی گئی۔ ۱۸۔ انچ یا ۱۵۔ انچ یا ۱۴۔ انچ یا ۶۔ انچ کے دہانہ کی توپ کا یہ مطلب ہے کہ اُس کی نال کا قطر ۱۸ یا ۱۵ یا ۱۴ یا ۶۔ انچ کا ہے اور اس کے گولے کا قطر بھی اتنا ہی ہے۔ پچھلی بڑی لڑائی کے بعد سے اس وقت تک ۱۶ انچ سے زیادہ بڑے دہانہ کی کوئی توپ لڑائی میں استعمال نہیں کی گئی ہے۔ برطانیہ کے سب سے بڑے جنگی جہاز مثلاً "نلسن" وغیرہ کی توپوں کا دہانہ بھی ۱۶۔ انچ ہے۔ برطانیہ کی ان بڑی سمندری توپوں کا وزن ۱۰۵ ٹن (قریب قریب ۳۰۰۰ من ہے) ان کی مار ۱۰ میل تک ہوتی ہے۔ بھاری کروزر جہازوں پر عام طور سے ۸۔ انچ دہانے کی توپیں ہلکے کروزروں پر ۶ انچی اور تباہ کن جہازوں پر عام طور سے ۴½ انچی دہانے کی توپیں لگائی جاتی ہیں۔

دو سمندری جہازوں کی لڑائی بھی بڑی دلچسپ ہوتی ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ مقابلہ کرنے والے دونوں جہازوں کو صرف ایک دوسرے کا مستول (سب سے اونچا حصہ) نظر آتا ہے اور ایک دوسرے پر گولہ باری شروع ہو جاتی ہے جہازوں کی لڑائی میں توپوں کے بڑے ہونے سے زیادہ عمدہ نشانہ بازی کا کام دیتا ہے۔ لڑائی شروع کرنے سے قبل دونوں طرف کے جہازوں کو پہلے اپنا رُخ ٹھیک کرنے میں بعض مرتبہ گھنٹوں لگ جاتے ہیں۔ لڑائی شروع ہوتے ہی ہر جہاز کے آدمی اپنے اپنے کام پر لگ جاتے ہیں۔ آگ

بجھانے والی ربڑ کی نلکیاں باہر نکال لی جاتی ہیں تاکہ اگر دشمن کے گولوں سے اپنے جہاز کے کسی حصہ میں آگ لگ جائے تو اُسے فوراً بجھا دیا جائے۔ لوہے کی چادریں تیار رہتی ہیں کہ اگر اپنے جہاز میں دشمن کے گولے سے کوئی سوراخ ہو جائے تو اُسے فوراً بند کر دیا جائے۔ جہاز کے بڑھئی الگ مستعد کھڑے رہتے ہیں کہ اگر کہیں لکڑی ٹوٹ جائے تو وہ جلدی سے ٹھیک کر دی جائے۔

دشمن کے جہاز پر گولہ باری کرنے کے لئے ہوا کی رفتار اپنے اور دشمن کے جہاز کی رفتار اور سمت اور دوسرے جہاز تک اپنا گولہ پہنچنے کی مدت کا اندازہ جہازی آلوں سے لگایا جاتا ہے اور اسی حساب سے جہاز کے کپتان کے حکم کے مطابق گولہ باری کی جاتی ہے تاکہ نشانہ ٹھیک پہنچے۔ سمندری لڑائی میں بعض وقت اپنے جہازوں کی مدد کے لئے بمبار ہوائی جہاز اور ڈوبکنی کشتیاں بھی موقع پر پہنچ جاتی ہیں اور وہ اپنے بموں یا تارپیڈو سے دشمن کے جہاز پر حملہ کرتی ہیں۔ بعض وقت کوئی جہاز جب یہ دیکھتا ہے کہ اس میں دشمن کے جہاز یا جہازوں سے مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں ہے تو وہ اسقدر دھواں نکالتا ہے کہ سوائے دھوئیں کے اور کچھ نظر نہیں آتا۔ اس اندھیرے میں وہ جہاز بھاگ نکلنے کی کوشش کرتا ہے۔ بعض وقت بہت سے جہاز ایک ساتھ ملکر دھواں نکالتے ہیں اور سب کے سب بھاگ نکلتے ہیں۔

(باقی آئندہ)

وفا کی پتلی

(از محمد صلاح الدین ورمہتم لکھنؤ)

(بسلسلہ گذشتہ)

صبح ہو چکی تھی، ہلکے ہلکے بادلوں کے پیچھے سے سورج نمودار ہوا۔ ابھی دن پورے طور سے نکلنے نہ پایا تھا کہ ایک شور کی آواز آئی "لکشمی آگئی، لکشمی آگئی"۔ لکشمی رات سے خدا جانے کہاں غائب تھی اور اس وقت جنگل کی طرف سے بے تحاشا بھاگی چلی آرہی تھی۔ اس نے مجمع کا کچھ خیال نہ کیا بلکہ سیدھی گھر میں گھس گئی۔ وہاں لالائن بیٹھی رو رہی تھیں۔ اس نے اُن کا دوپٹہ کا دامن منہ میں پکڑ لیا اور اُسے باہر کی طرف کھینچنا شروع کر دیا۔ لالائن کتیا سے بہت ڈرتی تھیں، چیخ مار کر بھاگیں اور دوڑ کر مکان سے نکل آئیں۔ اور لوگوں کو مدد کے لئے پکارنے لگیں اتنے میں لکشمی بھی باہر آگئی اور لالائن کا دامن پکڑ کر جنگل کی طرف کھینچنے لگی۔ یہ ماجرا دیکھ کر سب لوگ حیران تھے۔ کچھ نوجوان لالائن کو اس مصیبت سے چھڑانے کو آگے بڑھے مگر لکشمی شیرنی کی طرح کھڑی ہو گئی۔ پھر کسی کو آگے بڑھنے کی ہمت نہ ہوئی۔

کرم دیر کے بوڑھے باپ نے متانت سے کہا "لکشمی کیا کہتی ہے اُس کی بھی سن لو۔ لالائن بولیں "کہتی کیا خاک ہے رام جانے کل سے کہاں غائب تھی۔ اب آئی ہے" اور زور سے کتیا کے ایک لات ماری۔ لکشمی

خاموش کھڑی رہی مگر دامن کو بدستور کھینچتی رہی۔ اس کے چہرہ سے بے چینی کے آثار ظاہر ہو رہے تھے۔ اُس کی آنکھوں سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ کسی کام کو بہت جلد انجام دینا چاہتی ہے۔ جوں جوں وقت گزرتا جاتا۔ اسکی بےچینی بڑھتی جاتی۔ وہ ہر ایک کے چہرہ کو اس طرح دیکھ رہی تھی گویا کچھ سمجھانا چاہتی ہے .... اس اثنا میں تمام لوگ لکشمی کے ارد گرد جمع ہو گئے۔ وہ اپنی پوری طاقت سے لالائن کا دامن کھینچ رہی تھی۔ تاکہ اُسے جنگل کی طرف لیجائے۔ سپاہی بھی یہ جمگھٹا دیکھ کر اس طرف آگئے۔ اور اس کشمکش کو دیکھنے لگے۔ پولیس کے ساتھ ایک بوڑھا انسپکٹر بھی تھا۔ وہ ایک مشتبہ شخص کو لیکر ایک طرف بیٹھا باتیں کر رہا تھا۔ اچانک اُس کی نگاہ اس ہجوم پر پڑی۔ اُس نے ایک سپاہی کو پکارا۔ جب وہ قریب پہنچا تو انسپکٹر نے پوچھا "وہاں کیا بات ہے؟"

سپاہی نے جواب دیا۔ "عجب معاملہ ہے لالہ جی کی کتیا جنگل سے ہانپتی کانپتی آئی۔ آتے ہی اُس نے لالائن کا دامن پکڑ لیا اور اُنھیں جنگل کی طرف کھینچ رہی ہے وہ دامن چھڑاتی ہیں۔ مگر کتیا چھوڑتی نہیں۔ کہتے ہیں رات سے گم تھی شاید بیچاری بھوکی ہے۔"

یہ سنتے ہی انسپکٹر کی آنکھیں چمکنے لگیں

"نہیں بھوکی نہیں .... ہاں میں سمجھا تمھیں یاد ہوگا ہمارے ساتھ بھی ایسا ہی واقعہ ہوا تھا۔۔ .... سیٹھ حامد حسین کی چوری تمھیں یاد ہے نا .... اچھا چلو، کتیا کے پیچھے پیچھے ہولو جس طرف جائے اُس کے نقش قدم پر چلو" یہ کہتے ہوئے انسپکٹر اپنی جگہ سے اُٹھا اور ہجوم کے پاس آکر لالائن سے بولا لکشمی سے دامن مت چھڑاؤ۔ دیکھو خدا کیا کرتا ہے کتے کی نسل بہت وفادار ہوتی ہے۔ یہ انسان کی طرح بیوفا نہیں ہوتے۔ جان دیدیتے ہیں مگر وفا کرتے ہیں۔

لالائن کا غصہ اتر چکا تھا اُس کی غمگین نگاہیں نیچی ہو گئیں اور خاموشی سے لکشمی کے پیچھے پیچھے چلنے لگی۔ لکشمی بہت تیزی سے آگے آگے جا رہی تھی اور تمام گاؤں حیران اور ششدر اُس کے پیچھے پیچھے تھا۔

گاؤں سے تقریباً چھ فرلانگ کے فاصلہ پر لکشمی ایک چکنے داڑھی والے برگد کے درخت کے قریب رُک گئی اس نے لالائن کا دامن چھوڑ دیا اور درخت کے چاروں طرف چکر لگانے لگی۔ وہ نہایت ہوشیاری سے زمین کا چپہ چپہ سونگھ رہی تھی، آخر کار ہجوم سے تقریباً دو سو گز کے فاصلہ پر جا کر کھڑی ہو گئی۔ اور بہت تیزی کے ساتھ زمین کو اپنے پنجوں سے کھودنے لگی۔ بوڑھا انسپکٹر یہ دیکھ کر آگے بڑھا لالائن اور لالہ جی بڑھے اور رفتہ رفتہ لوگ اُس کے چاروں طرف جمع ہو گئے۔ انسپکٹر نے لکشمی کے قریب جانا چاہا۔ مگر وہ شیر کی طرح گرج کر اُن کی طرف لپکی۔ بوڑھا انسپکٹر حیران رہ گیا۔ اور پیچھے ہٹ گیا۔ لالائن آگے بڑھی لکشمی نے اُس کے گرد چکر لگایا اُس کے پاؤں سونگھے اور پھر زمین کھودنے لگی۔ پھر کچھ دیر میں ٹھہر گئی اور دوپٹا اگلا دیا

پنجہ لالائن کی طرف بڑھایا۔ لالائن نے غور سے دیکھا تو ایک لمبا سا کانٹا اُس کے پاؤں میں چبھا ہوا تھا۔ اُس نے کانٹا نکال دیا۔ لکشمی نے کھودنے کے لئے ایک ہی پنجہ مارا تھا کہ اسی طرح پھر لالائن کی طرف بڑھایا۔ اُس نے پھر کانٹا نکال دیا۔ لوگ یہ دیکھکر بہت حیران ہوئے ....

انسپکٹر پھر آگے بڑھا مگر لکشمی اُس کے اوپر پھر جھپٹی۔ انسپکٹر ڈر کر پھر پیچھے ہٹ گیا۔ اس پر لالہ جی آگے بڑھے اُس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور اُس کی گردن میں ایک مضبوط رسّی باندھ کر اُسے ایک درخت سے باندھ دیا۔

لکشمی کے بندھنے کے بعد انسپکٹر نے آگے بڑھ کر دیکھا تو گڑھا کانٹوں سے بھرا ہوا تھا اُس نے اپنی چھڑی سے کانٹے ایک طرف کئے مگر لکشمی کھڑی دیکھ رہی تھی اور چاہتی تھی کہ رسّی تڑا کر انسپکٹر کو زندہ چبا جائے۔

انسپکٹر نے ایک سپاہی کی طرف اشارہ کر کے کہا "ساجد کہیں سے پھاوڑا لاؤ"

وہ پھاوڑا لایا، انسپکٹر نے کہا کھودو۔ ساجد کھودنے لگا۔ کوئی ڈیڑھ فٹ زمین کھودی تھی کہ پھاوڑا کسی سخت چیز پر زور سے لگا۔ ساجد نے جلدی سے مٹی ایک طرف کی اور کوئی چیز چمکی۔ لالہ جی دیکھ کر خوشی سے چلّائے۔ وہ ہے! اس کے بعد سپاہی نے صندوقچی کو نکال لیا۔ اور لالائن نے لکشمی کو کھول کر اُس کا مُنہ چوما اور اُس سے لپٹ گئی۔ اب تو ہر ایک خوشی سے ہنس رہا تھا۔ لالہ کرم دیر کے بوڑھے باپ نے صندوقچی زمین سے اُٹھاتے ہوئے کہا۔

"واقعی کُتّے کی نسل بہت وفادار ہوتی ہے"

لالہ جی نے لکشمی کو گود میں اُٹھا لیا اور گاؤں کی طرف چل دیے۔ تمام لوگ لالہ جی کو مبارک باد دینے لگے۔ لکشمی یہ نظارہ دیکھتی جاتی تھی اور خاموش تھی۔ لالہ جی مکان پر پہنچے۔ لکشمی کو گود سے نیچے اُتارا، ایک پیالہ میں دودھ لایا گیا۔ اور لکشمی کے پیالے میں ڈال دیا گیا۔ اُس نے جی بھر کر پیا اور سو گئی۔

اُسی وقت لالہ جی نے ایک سنار کو بلایا اور ایک سونے کا تمغہ بنوایا اور لکشمی کے گلے میں ڈال دیا۔

تمغے پر لکھا تھا

"وفا کی پتلی"

(انگریزی سے ترجمہ)

پیدائش سے پہلے تاجپوشی

غنچہ بھائیو! تھوڑے دنوں کا ذکر ہے کہ میں ایک کتاب "عجائب عالم" پڑھ رہا تھا۔ اُس میں سے یہ واقعہ مجھے بہت پسند آیا۔ چنانچہ میں نے یہ لکھ کر ایڈیٹر صاحب کو بھیج دیا تاکہ غنچہ بھائیوں کی معلومات میں اضافہ ہو۔ [illegible]

ظاہر میں تو یہ بات ناممکن معلوم ہوتی ہے کہ ایک بادشاہ کی رسم تاجپوشی اس کی پیدائش سے پہلے کر دی جائے۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ چوتھی صدی (باقی صفحہ ۱۰ پر)

شام کو ایک بچّے کی دُعا

(از جناب بندھو لال ٹیگور)

رات کو جاؤں گا جب بستر پہ سونے کے لئے
بند کر کے دونوں آنکھوں کو یہ مانگوں گا دُعا
تا نمودِ صبح رکھ تو اے مرے برتر خدا
اپنی طاقتور نگہبانی میں بستر کو مرے

تیرے سارے بندے جو کہ کل جہاں میں ہیں بسے
لے لے ان سب کو تو اپنی پُر محبت گود میں
اور ان سے دور رکھ ہر طرح کی سب آفتیں
خواہ بوڑھے یا جواں ہوں خواہ چھوٹے یا بڑے

جتنے ہوں بیمار ان سب کو تو میٹھی نیند دے
جن کی آنکھیں نم ہوں اُنکے آنسوؤں کو خشک کر
نیز رہنے دے یونہی یہ چاند روشن رات بھر
تاکہ شب میں راہیوں کو اک سہارا تو ملے

(ماخوذ از الفریڈ گریوس گرو)

پیدائش سے پہلے تاجپوشی

(صفحہ ۹ کا باقی مضمون)

عیسوی میں فارس کے شاہ ہرمز کی وفات کے وقت اسکی بیوی حاملہ تھی۔ چونکہ کچھ نہیں کہا جاسکتا تھا کہ اُسکے ہاں لڑکا ہوگا یا لڑکی۔ شاہی خاندان کے لوگوں کو تخت پر قبضہ کرنیکی تجویزیں سوجھنے لگیں اور ایک بہت بڑی خانہ جنگی کے آثار نظر آنے لگے۔ اسی اثنا میں ایک مشہور نجومی نے پیشگوئی کی کہ شاہ ہرمز کی بیوہ کے ہاں لڑکا پیدا ہوگا۔ یہ لوگ وہم پرست تو تھے ہی فوراً رسم تاجپوشی کا انتظام کر دیا۔ شاہی محل میں ایک قیمتی تخت پر ملکہ کو بٹھا دیا اور بہت سے امیروں اور وزیروں نے ملکہ کے پیٹ پر شاہی تاج رکھ دیا اور اس کے ساتھ ہی سب لوگوں نے ہونیوالے بادشاہ کی تعظیم میں سجدہ کیا۔ خدا کی قدرت نجومی کی پیشگوئی سچ نکلی۔ اور ملکہ کے پیٹ سے لڑکا پیدا ہوا جس نے "شاپور دوم" کے نام سے ایک مدّت تک حکومت کی۔

کشیدہ کاری



جوابات (۱) دیاسلائی (۲) جامن (۳) انگنار (۴) چونک (۵) بتاڑ (۶) گوہار گاس (۷) پسینہ (۸) جوان

مسکراہٹ

ایک بڑھیا نے ایک لڑکا نوکر رکھا تھا جس سے وہ سخت کام لیتی اور مارتی تھی۔ لڑکا جب کام سے فارغ ہوتا تو کہتا "یا اللہ بڑھیا مر جائے"۔ بڑھیا کے طوطے نے بھی یہ الفاظ سیکھ لئے۔

ایک دن بڑھیا طوطے کے پاس آئی۔ اور کہا "پڑھو میاں مٹھو"۔ طوطے نے کہا "یا اللہ بڑھیا مر جائے"۔ بڑھیا نے دوبارہ کہا۔ تو اُس نے پھر وہی فقرہ دُہرایا۔

بڑھیا کو بہت غصہ آیا۔ اور اُس نے طوطے کو مسجد میں بھیج دیا۔ تاکہ یہ الفاظ بھول جائے۔ اتفاق سے مُلّا کے پاس ایک مینا تھی۔ جب مُلّا دعا مانگتا تو لوگ کہتے آمین۔ اور مینا بھی کہتی آمین۔ ایک دن بڑھیا یہ دیکھنے آئی کہ طوطے نے کچھ سیکھا ہے یا نہیں۔ بڑھیا نے کہا پڑھو میاں مٹھو۔ طوطے نے کہا۔ "یا اللہ بڑھیا مر جائے"۔ مینا جھٹ بول اُٹھی۔ "آمین"

(رحمت علی اکبرپوری جماعت ہشتم اسکول ننگل نیا)

معلومات

حساب لگایا گیا ہے کہ اوسطاً ہماری زندگی کا چراغ بائیس تیئیس برس کی عمر میں گل ہو جاتا ہے۔ دوسرے ترقی یافتہ ملکوں میں عمروں کا اوسط رفتہ رفتہ ہمارے مقابلہ میں دوگنا بلکہ تین گنا ہو گیا ہے۔ سو سال سے پہلے ان ملکوں میں بھی تندرستی کا ایسا ہی بُرا حال تھا جیسا آج ہندوستان میں ہے۔ آجکل نیوزی لینڈ ۶۷ برس۔ ناروے ۶۲ برس انگلستان ۶۲ برس۔ فرانس ۵۷ برس۔ ہندوستان صرف ۲۳ برس

عمر بڑھانے کے اصول

ڈاکٹر فلچر جو ایک خاص طبی شہرت کے مالک تھے اُنھوں نے عمر بڑھانے کے خواہشمندوں کے لئے حسب ذیل اصول قائم کئے ہیں

(۱) شراب وغیرہ سے قطعی پرہیز کرنا چاہیئے (۲) سانس صرف ناک کے ذریعہ سے لیں جس سے بیماریوں کے کیڑے ہلاک ہو جاتے ہیں (۳) کمرہ بالکل بند کرکے نہ سونا چاہیئے (۴) پوری نیند سونا چاہیئے (۵) بہت زیادہ کھانے سے بچنا چاہیئے (۶) روزانہ غسل کرنا چاہیئے (۷) ورزش ضرور کرنا چاہیئے۔

لکڑی کی شکر

بعض علما کیمیات نے لکڑی کے برادہ سے شکر عـہ

عـہ تیار کرنے کا طریقہ دریافت کیا تھا۔ لکڑی کے برادہ میں ایک تیزاب ڈال دیا جاتا تھا جس سے اس میں ایسی کیمیاوی تغیرات ہو جاتے ہیں کہ شکر تیار ہو جاتی ہے۔ اسی طرح لکڑی کے بُرادہ سے اسپرٹ بھی تیار کی جاتی ہے۔

... باہتمام محمد ... پرنٹر و پبلشر ... شائع ہوا۔